LAS
LEGAL AID SOCIETY

پاکستان، مذہب اور مردانگی

تحریر: رخسانہ پروین کھوکھر

ابھی ہم شیخوپورہ کی زینب، سانحہ موٹروے اور سیالکوٹ کے دلخراش واقعے کو نہیں بھولے کہ 12فروری سن 2022 کو میاں چنوں/پنجاب میں ایک اور وحشیانہ واقعہ ہوگیا۔ ایک انسان کو کتاب مقدس کی بے حرمتی کے الزام میں اینٹیں اور پتھر مار مار کر انسان نما درندوں نے نہایت بے دردی سے قتل کر دیا اس کی لاش کو درخت پر لٹکا کر جو حشر کیا گیا وہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اس طرح کے واقعات دیکھ کر کچھ سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں

1 کوئی بھی واقعہ یا سانحہ جب ہو چکا ہو تا ہے تو پولیس ہمیشہ دیر سے یا آخر میں کیوں پہنچتی ہے۔ جبکہ اس سے اچھا نظام تو پھر فوڈ ڈیلیوری والوں کا ہوتا ہے کہ کھانا ٹھنڈا ہونے سے پہلے وہ مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہاں قیمتی جانیں چلی جاتی ہیں اور موقع پر پولیس نہیں پہنچتی۔

2 اگر ان واقعات میں ملوث مرد اتنے ہی اسلام کے پابند اور مذہب پسند ہیں (میں مردوں سے اس لیے مخاطب ہوں کیونکہ عورتیں کسی بھی حوالے سے اس طرح شدت پسند نہیں ہیں نہ کبھی اس طرح کے سرعام وحشیانہ قتل و غارت کے واقعات میں ملوث پائی گئی ہیں) تو ملک میں امن و سلامتی کے کیوں مسائل ہیں ؟کیوں ہم پانی کے ایک گلاس کو بھی زنجیر میں باندھ کر رکھتے ہیں؟ اگر ہم عورت کی عزت، حجاب اور حرمت کے اتنے چاہنے والے ہیں تو کیوں ہماری پانچ سال سے لے کر پچاسی سال کی خواتین محفوظ نہیں ہیں کیوں وہ گھروں میں محصور ہیں اور وہ وحشی درندوں اور زناکاروں کے خوف سے ایک اسلامی جمہوریہ آزاد ملک میں نظر بندی کی زندگی گزار رہی ہیں اور اپنی مرضی سے کسی بھی وقت اکیلے سفر نہیں کر سکتی ہیں۔۔ کیوں ہمارے ان بیان کردہ مخصوص شدت پسند مردوں میں بنیادی انسانی اقدار کا فقدان ہے۔ دین کے نام پر کیوں یہ لوگ امن و محبت اور انسانیت کے دشمن بن گئے ہیں۔ مذہب کے نام پر جب دل چاہا کسی کو یا تو قتل کر دیا یا توہین مذہب کا الزام لگا دیا۔

میں حیران ہوں کہ رائیونڈ کی سالانہ تبلیغ، ہر گاؤں ہر شہر میں منعقد ہونے والے جمعہ کے خطبات اور مولانا حضرات کی دھواں دھار تقاریر، پانچ وقت کی باجماعت نمازیں اور دیگر تواتر سے ہونے والے مذہبی تہوار یا تقاریب کا اثر ان نام نہاد مذہبی ٹھیکیداروں پر کیوں نہیں ہو رہا۔ تمام مذہبی فرائض کی ادائیگی بس یہ صرف دو چیزوں کو سمجھتے ہیں کہ خبردار عورتوں کو اور مختلف مذہبی نظریات رکھنے والوں کو اس ملک میں کوئی آزادی نہیں ملنی چاہیے۔ اگر کوئی عورت (کسی بھی عمر کی ہو) اپنی شخصی آزادی کا بنیادی آئینی حق استعمال کرے تو اس کے جسم کا ایکسرے کرنا، اس کی مرضی کے بغیر اس کو چھونا، گھورنا، اس کو آوارہ قرار دینا اور کئی صورتوں میں اس کو مال غنیمت سمجھ کر زنا کرنا اور پھر قتل کر دینا یا پھر غیرت کے نام پر مار دینا یہاں کے نام نہاد اوپر بیان کردہ شدت پسند مرد اپنا بنیادی فرض سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی انسان درندوں کی اس دنیا میں مختلف مذہبی نظریات رکھتا ہے تو یہ نام نہاد کے مذہبی ٹھیکیدار اس کو مل کر عبرت ناک موت دے دیتے ہیں۔

ملک میں لوٹ مار، کرپشن، ملاوٹ، بھتہ خوری، چوری، قتل و غارت، راہ زنی اور دیگر معاشرتی جرائم میں ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں 99.99 فیصد صرف مرد حضرات ہی ملوث پائے جاتے ہیں۔ اس کا ثبوت آپ کسی بھی تھانے یا عدالت کا کسی بھی سابقہ یا موجودہ تاریخ کا ریکارڈ چیک کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اسی ملک میں خواتین ناحق تعلیم، وراثت، معیشت، سیاست، شخصی آزادی اور دیگر بنیادی آئینی حقوق سے محروم ہیں۔ کہیں روزبروز بڑھتی ہوئی مردوں کی معاشرتی واخلاقی تنزلی کی بنیادی وجہ ریاست وحکومت کا اوپر بیان کردہ شدت پسند مردوں کی طرف جانبدارانہ رویہ تو نہیں ہے یاعورتوں کے بنیادی انسانی حقوق سے آنکھیں چرانےاور انہیں نظر انداز کرنا تو اصل وجہ نہیں ہے۔ کیا مذہب اور ریاست کا فرق ختم ہو رہا ہے اگر ایسا ہے تو پھر اس کا فائدہ کتنا ہے اور نقصان کتنا ہے۔

ذرا سوچئے کیونکہ سوچنے پر کوئی پابندی نہیں ہے مگر ہاں خیال رہے کہ اپنی سوچ اپنے تک محدود رکھئیے کیونکہ یہاں کے نام نہاد مذہبی ٹھیکیدار اختلاف رائے رکھنے والے کو نیست و نابود کر دیتے ہیں۔